کچھ اس کا علاج بھی اے چارہ گراں!

سیکولر دنیا کے ہر ملک میں ایک آئینِ مملکت ہے' اسلامی دنیا میں اور بنا بریں ملکِ عزیز پاکستان میں دو آئین ہیں۔ ایک 73ء کا خودساختہ آئین جو فنکشنل ہے اور دوسرا ازلی وابدی آئین یعنی قرآنِ مجید جو نان فنکشنل اور ہمارے ہاں محض ثواب کی خاطر پڑھنے اور الماریوں میں سجانے کیلئے ہے۔ خودساختہ کتابچے عرف آئینِ پاکستان کے ورق الٹیں گویا اسے بنایا ہی اس غرض کیلئے ہے کہ مملکتِ پاکستان میں مغربی طرز کا نظامِ زندگی قائم ہو۔ البتہ الفاظ واصطلاحات اور عبارتیں ایسی استعمال کی گئیں کہ ''باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی'' مسلم عوام بھی خوش رہیں کہ اختیار کردہ آئین اسلامی نظام لائے گا اور اسلامی نظام کبھی اس ملک میں آنے بھی نہ پائے بلکہ وہی جمہوریت (جس میں جمہور یا عوام جسے حرام قرار دیں وہی حرام ہو اور جسے وہ حلال قرار دیں وہی حلال ہو) پروان چڑھے جو اکثر غیر مسلم ممالک اور چند نام نہاد مسلم ممالک میں رواں دواں ہے۔ 73ء کا آئین جس میں نہ صرف اسلام ہی کو ریاستی مذہب قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کی متعدد شقیں بظاہر اسلام کیلئے مختص کی گئی ہیں جا بجا قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ سرسری طور پر اخذ کی گئی چند دفعات ملاحظہ ہوں:

1- دفعہ 2-A میں قراردادِ مقاصد کے حوالے سے آئینِ پاکستان تسلیم کرتا ہے کہ پوری کائنات میں حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے لیکن معاً بعد یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جو اتھارٹی اللہ تعالیٰ نے مملکتِ پاکستان کو عوامِ پاکستان کے ذریعہ اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر مستعمل کرنے کیلئے تفویض کر رکھی ہے وہ ایک مقدس امانت ہے۔ یوں مسلمانانِ پاکستان کی بجائے عوامِ پاکستان یعنی بشمول ہندو' عیسائی وغیرہ کی اصطلاح استعمال کر کے نہ صرف دو قومی نظریہ کا کباڑا کر دیا گیا ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا گیا ہے اس لیے کہ وہ تو ایسی اتھارٹی کسی غیر مسلم کو نہیں سونپتا۔ قرآن وسنت سے اس انحراف کا پرتو پورے آئین کو متاثر کیے ہوئے ہے۔

2- دفعات 238 اور 239 کے مطابق آئینِ پاکستان ''عوامی نمائندوں کی دو تہائی اکثریت'' کو قوت وہدایت کا سرچشمہ قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن وسنت اللہ تعالیٰ کو قوت وہدایت کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ بندوں کا اللہ تعالیٰ سے حقِ حکمرانی چھین کر خود قانون ساز کی حیثیت اختیار کرنا سب خرابیوں کی جڑ ہے۔ آئینِ پاکستان خرابی کی یہ جڑ جمہوریت کی آڑ میں پارلیمنٹ کو تفویض کرتا ہے۔ دفعہ 270 میں تو یہ تک ہے کہ فلاں فلاں قوانین کسی عدالت میں چیلنج نہیں کئے جاسکتے۔ اسی دفعہ کے تحت سپریم کورٹ نے عدالتوں کو سود کے بطلان کا فیصلہ دینے سے روک دیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ اگرچہ سود حرام ہے لیکن مذکورہ دستوری دفعہ کے تحت اسے قانونی تحفظ حاصل ہے اور عدالتوں کو اس معاملہ پر فیصلہ دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

3- دفعہ 203-C وفاقی شرعی عدالت کا تصور دیتی ہے یعنی آئینِ پاکستان خود تسلیم کرتا ہے کہ پاکستان میں ایک کے سوا باقی سب عدالتیں غیر شرعی ہیں۔ یہ تصور قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

4- دفعہ 48- کے تحت صدرِ پاکستان کے اپنے صوابدید پر کئے گئے کسی عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا یعنی ایسا عمل ماورائے احتساب ہے خواہ قرآن وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ شریعت کے برعکس ہے۔

5- دفعہ 245- کے تحت وفاقی حکومت مسلح افواج کو جو حکم جاری کرے اسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا یعنی حکومتِ وقت چاہے تو مسلح افواج طاغوتی طاقتوں کی مدد یا خود مسلمانوں کے خلاف کوئی کاروائی کرسکتی ہے۔ قرآن وسنت کی یہ صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قرآن وسنت کے مطابق اس شخص یا ادارے کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نکل جائے۔

6- دفعہ 45- کے تحت صدرِ پاکستان کو ہر قسم کی سزا معاف' کم' ملتوی' معطل یا تبدیل کرنے کا حق ہے۔ قرآن وسنت یہ حق اونچی مسند والے کو نہیں' سب سے کمزور یعنی مظلوم و متاثرہ ورثاء کو دیتے ہیں۔ قرآن وسنت کا یوں مذاق اڑانے والے آئین کو دریا برد ہونا چاہئے چہ جائیکہ وہ ایک اسلامی ملک کا آئین ہو۔

7- دفعہ 41- عورت کو پورے ملک کا سربراہ/ حاکم بننے کی اجازت دیتی ہے۔ یہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ شریعت تو چھوٹے سے چھوٹے انتظامی یونٹ یعنی گھر کیلئے مرد کو سربراہ ونگران بناتی ہے' عورت کو نہیں۔ آئین کے مصنفوں کو اگر کہا جاتا کہ اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی بیویوں کو سربراہ بنائیں تو وہ اسے ایک گالی سمجھتے۔

8- دفعہ 177/193- کے تحت وہ حلف جو عوامی نمائندے اٹھاتے ہیں' سوائے صدرِ پاکستان اور وزیراعظم کے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ اور تو اور وفاقی شرعی عدالت کے لیے بھی جج کا اگر مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا تو عادل (پابندِ شریعت) ہونے کی ضرورت نہیں' پاکستان کی کسی عدالت کا ہندو یا عیسائی کا جج ہونا' اسلام کی ہتک کے مترادف ہے۔

9- دفعہ 268 اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ملکِ عزیز پاکستان میں کوئی ضابطہ قانونی حیثیت اختیار کرے جب تک کہ پارلیمنٹ اسے منظور نہ کرے۔ یعنی خواہ ایسا

ضابطہ قرآن وسنت کا ہی کیوں نہ ہو۔ شریعت بل تک پارلیمنٹ میں منظوری کیلئے پیش ہوگا اور ایوان میں غیر مسلم سمیت تمام ارکان بحث میں حصہ لینے کے مجاز ہونگے۔ اللہ ورسول ﷺ کے احکامات اور منظوری دیں بندے، ایسی پارلیمنٹ کے طاغوت ہونے میں کیا شک؟

10- دفعہ 12 کے مطابق نہ تو مؤثر بہ ماضی سزا دی جاسکتی ہے، نہ ہی جرم کے ارتکاب کے وقت قانون میں جو سزا مقرر تھی اس سے کوئی مختلف سزا دی جاسکتی ہے۔ اسلام میں تو اس وقت سے کسی بھی جرم کی سزا طے ہے جب سے اللہ کے رسول ﷺ پر بذریعہ وحی نازل ہو چکی۔ اگر کوئی ایسی سزا کو نافذ نہ ہونے دے یا دیر سے نافذ کرے تو وہ ذمہ دار ہے۔ سزا طے ہے، یہاں نہیں ہوگی تو آخرت میں ہوگی۔ ساتھ نافذ نہ کرنے والوں کی شامت بھی آئے گی۔

اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کے خلاف اس آئین میں اور بھی بہت کچھ، ہمارے تجزیے کے مطابق آئینِ پاکستان کوئی اسی فیصد قرآن وسنت کے خلاف ہے اور جو دستاویز 1 فیصد کا جز بھی قرآن وسنت کی مخالفت کرے وہ صرف یہی نہیں کہ ناقابلِ التفات ہے بلکہ طاغوتی دستاویز ہونے کے ناطے ایک مسلمان کا فرضِ عین ہے کہ اس کا انکار کرے۔ ہم یہاں پر صرف اس حلف کی نوعیت کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے ہاں کے عوامی نمائندے یعنی سینیٹرز، ایم این اے، ایم پی اے وغیرہ اٹھاتے ہیں۔ اس میں قرآن وسنت کے الفاظ تک نہیں، ذکر ہے تو آئینِ پاکستان کے تحفظ کا۔ اس لیے کہ وہی حلف ایک مسلم نمائندے اور وہی ایک غیر مسلم نمائندے نے اٹھانا ہوتا ہے۔ قرآن وسنت کے تحفظ کا اس میں ذکر ہوتا تو ظاہر ہے ایک غیر مسلم ایسے حلف کو کیوں اٹھاتا، وہ تو قرآن وسنت کو مانتا ہی نہیں۔ بنابریں کوشش تو کی گئی کہ قرآن وسنت کے الفاظ اس حلف میں نہ آئیں لیکن جس مصلحت کے تحت قرآن وسنت کے الفاظ اس میں نہ آنے دیئے گئے آئینِ پاکستان کا تحفظ کا حلف اٹھاتے ہوئے وہی مصلحت چکنا چور ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ آئینِ پاکستان اگر اسلامی ہے اور ایک غیر مسلم اس کے تحفظ کا حلف اٹھاتا ہے تو وہ دل کی بات نہیں کرتا ور نہ ایک غیر مسلم کو اسلامی آئین کے تحفظ کی کیا فکر؟ بصورتِ دیگر یعنی اگر آئینِ پاکستان غیر اسلامی ہے (وہ ہے، جیسے کہ اوپر ذکر ہوا) اور کوئی مسلم نمائندہ اس کے تحفظ کا حلف اٹھاتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایک مسلمان بہ ہوش وحواس ایسے آئین کے تحفظ کا سوچ بھی نہیں سکتا جو جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ایک طاغوتی دستاویز ہے۔ محض سوچنے کی کیا بات، ہمارے ہاں کے عوامی نمائندے یعنی سینیٹرز، ایم این اے، ایم پی اے اور کئی دوسرے اونچی مسندوں والے اس حلف کو فخریہ اور بخوشی اٹھاتے ہیں اس لیے کہ انہیں عوامی نمائندہ ہونے کا شرف جو حاصل ہوتا ہے۔

کاش کوئی جانے بڑا کڑا احتساب ہونے کو ہے۔ قبر ہی میں اندھیرا ہوگا، روشنی اگر کسی نے وہاں لے کر جانا ہے تو اسی دنیا سے۔ یہ عارضی رنگینیاں یہیں رہ جائیں گی۔ ان تمام تضادات وانحرافات کا حل ہے، بڑا ہی کافی اور شافی۔ الٹا کان نہ پکڑا جائے یعنی پہلے خود ایک دستاویز اپنی خواہشات کے مطابق تیار کر کے اسے قرآن وسنت کے مطابق کرنے کی بجائے سیدھا ہی کان پکڑا جائے یعنی قرآن وسنت کو ہی آئینِ پاکستان قرار دیا جائے۔ ہیرا پھیری اور مالکِ کون ومکاں کے ساتھ، ہم اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیتے، خود کو دھوکا دیتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ......اللہ گواہ رہنا۔

الداعی الی الخیر: چودھری رحمت علی، امیر، تحریکِ عظمتِ اسلام، دارالسلام، واپڈا

ٹاؤن، لاہور۔ فون 0300-9462188